اسلامی خارجہ پالیسی: غیر مسلم اقوام سے تعلقات کا نبوی منہج

(اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں)

ڈاکٹر فائزہ بلال*

Hazrat Muhammad(PBUH) founded an ideal state for the Muslims in Madina and established a system of peace and justice by introducing one unit between the Muslim communities of Madina and Muhajrin of Makkah within the state.He (PBUH), with the help of His stratergic approaches and wiseful tacts involved the tribes of suburbs in various treaties and pacts.These acts not only strengthened the position of Madina from defensive point of view but also proved helpful to formulate the first Islamic International law to design and devise the very first Islamic foreign policy.Islam has taken significant initiative to internationalize human relationships by regulating international dealing and intercourse in an effective and justful manner in accordance with a defined legal system.In this article,the stratergic approaches and intellectual decisions of Hazrat Muhammad(PBUH) as the postulator of International Islamic law and foreign policy maker , are discussed in the perspective of the names and titles of the Holy Prophet Hazrat Muhammad(PBUH).

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اس پر صعوبت سفر ہجرت کا مقصد صرف مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے نجات حاصل کرنا ہی نہ تھا بلکہ ایک پُر امن علاقے میں ایک نئے اسلامی معاشرے کی تشکیل و تاسیس کرنا بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ میں تین طرح کی اقوام سے واسطہ پڑا۔

1۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکباز صحابہ کرامؓ کی منتخب انصار جماعت۔ 2۔ مدینہ کے قدیم اور اصلی قبائل سے تعلق رکھنے والے مشرکین 3۔ یہود۔ ان میں سے ہر ایک کے حالات ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے اندر مسلمان مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کے ذریعے زبردست بھائی چارہ کروایا اور اسلامی مرکز کو قوت فراہم کی وہیں بیرونی قبائل کے ساتھ بھی تعلقات استوار کیے اور معاہدوں کے ذریعے نوزائیدہ اسلامی ریاست (مدینہ منورہ) کے دفاع کو مضبوط فرمایا اس ضمن

* ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر (خواتین) صفدر آباد/ ہیڈ مسٹریس، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، شیروکی، تحصیل شیخوپورہ۔

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیاسی فیصلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوی بصیرت پر بین ثبوت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قلیل عرصہ میں ریاست مدینہ کے اندر اور باہر جملہ مسائل کا بہترین حل پیش کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فہیمانہ فیصلوں کو تائید ربانی حاصل تھی۔

أ۔ کثیر المذہبی معاشروں میں مسلم اور غیر مسلم قوموں کے مابین تعلقات کی نوعیت:

کثیر المذہبی معاشروں میں مسلم اور غیر مسلم قوموں کے مابین تعلقات کی نوعیت اور اہمیت کا ادراک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے کریمہ کے تناظر میں کچھ اس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔

سیدنا المواخی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بھائی چارہ ڈالنے والے)

مدینہ منورۃ میں موجود مسلمان قوم (انصار) کے ساتھ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین مسلمانوں کا بھائی چارہ کرا دیا۔

عن ابی ھریرۃ ؓ قال :قالت الانصار :اقسم بیننا وبینھم النخل ،قال لا یکفونا المئونۃ ویشرکونا فی التمر قالو :سمعنا واطعنا . (۱)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ انصار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے باغات تقسیم فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ انصار نے کہا تب آپ لوگ یعنی مہاجرین ہمارا کام کر دیا کریں اور ہم پھلوں میں آپ لوگوں کو شریک رکھیں گے انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ہم نے بات سنی اور مانی۔

چشم تاریخ انسانی نے اس سے قبل ایثار و قربانی کی ایسی عظیم اور بے لوث مثال کا مشاہدہ نہیں کیا جس میں انصار مدینہ نے مال و دولت اور جائداد و باغات کے ساتھ ساتھ اپنی ازواج کو بھی مہاجرین کی خدمت میں پیش کر دیا مگر پر عزم مہاجرین نے کسب حلال کو ترجیح دی مؤاخات مدینہ کا یہ بے مثال معاہدہ ایک نادر حکمت اور مسلمانوں کو درپیش مسائل کا ایک بہترین حل تھا۔

سیدنا الامن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (امن قائم کرنے والے)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد ایک پر امن اسلامی معاشرہ قائم کرنا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات بحیثیت مجموعی امن و آشتی کی علمبردار ہیں۔

صفی الرحمن مبارکپوری اس ضمن میں میثاق مدینہ کے علاوہ اسلامی تعاون اور پیمان امن سے متعلقہ

ایک دوسرے معاہدے کا ذکر بھی کرتے ہیں جس میں جہاں مسلمانوں کو باہمی تعاون واتحاد، اخوت ویگانگت کا سبق دیا گیا وہیں دین اسلام کی تبلیغ کے لیے عملی خاکہ وضع کیا گیا۔ مشرکین مدینہ میں سے بہت سے لوگ اسلامی نظام اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام لے آئے اس طرح مدینہ میں جڑیں پکڑتی جاہلی کشاکش اور قبائلی کشمکش کی بیخ کنی کر دی گئی اور اس نوزائیدہ اسلامی ریاست میں دور جاہلیت کے رسم ورواج کے لیے کوئی گنجائش نہ چھوڑی گئی۔ (۲)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن عامہ قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کے درمیان مواخات قائم کی اور غیر مسلموں کے ساتھ مختلف معاہدے منعقد کیے۔ دین اسلام کی حفاظت کے لیے اقدامات اٹھانے اور غیر مسلموں سے تعلقات استوار کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانشمندانہ اور دوراندیش فیصلے نبوی حکمت وفراست پر برہان محکم ہیں۔

سیدنا الناجز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عہد نبھانے والے)

مدینہ منورہ میں تیسرا غیر مسلم گروہ یہود تھے جو اہل مدینہ کے قریب ترین پڑوسی تھے یہ لوگ اگرچہ در پردہ مسلمانوں سے عداوت رکھتے تھے لیکن شروع میں انہوں نے کسی جھگڑے اور محاذ آرائی کا اظہار نہ کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی معاملہ فہمی اور فراست سے ان کو اپنے ساتھ ایک معاہدے میں ملوث کر لیا جس میں انہیں دین ومذہب اور جان ومال کی مطلق آزادی حاصل تھی۔ جلاء وطنی، ضبطی جائداد یا جھگڑالو سیاست کا کوئی رخ اختیار نہیں کیا گیا۔ تاریخ اسلام میں یہ معاہدہ میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے۔ اسے بجا طور پر پہلا تحریری دستور قرار دیا گیا ہے۔ (۳)

اس معاہدے کی رُو سے مدینہ منورہ کو باقاعدہ طور پر پہلی اسلامی ریاست تسلیم کیا گیا اور اسلامی شریعہ کا نفاذ عملی طور پر ممکن ہو سکا۔

سیدنا قیم السنۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سنت کو قائم کرنے والے)

نعیم صدیقی رقمطراز ہیں:

میثاق مدینہ کے بعد نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ میں اسلامی نظام شریعہ استوار کرنے کے لیے جو اہم فائدے حاصل ہوئے ان میں ایک فائدہ تو یہ تھا کہ دستوری معاہدے پر عملداری کی بدولت ریاست مدینہ میں خدا کی حاکمیت اور اس کے قانون کو اساسی اہمیت حاصل ہو گئی۔ دوسرا یہ کہ وفاقی لحاظ سے

ریاست مدینہ ایک متحدہ اور مضبوط طاقت بن گئی اور قریش کی ریشہ دوانیوں کی گنجائش نہ رہی تیسرا یہ کہ سیاسی قانونی اور عدالتی لحاظ سے حتمی اختیار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں آ گیا یعنی مسلم اور غیر مسلم اقوام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا ثالث اور حکم تسلیم کر لیا۔ (۴)

اس طرح نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ریاست مدینہ میں نظام شریعت نافذ کرنے کا موقع ملا اور تبلیغ دین اسلام کا کام بھی زور و شور سے جاری رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اخلاق عالیہ کے ذریعہ سے سنت ابراہیمی کی تطہیر کی اور سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اُس کو حتمی طور پر نافذ فرمایا۔

سیدنا سہل الاخلاق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نرم اخلاق والے)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تربیت یافتہ جماعت تھی۔ ان ہستیوں سے ظاہری خوبیوں کے ساتھ ساتھ اعلیٰ کمالات، خداداد صلاحیتوں، مجد و فضائل، مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کا وقتاً فوقتاً اظہار ہوتا اور خود پیکر اخلاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت اس قدر مسحور کن تھی کہ دل خود بخود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کھنچے چلے جاتے یہی وجہ ہے کے مدینہ کے اندر اور باہر سے لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یوں دین اسلام کا سب سے باکمال اور باشرف معاشرہ وجود میں آیا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لا اکراہ فی الدین ○﴾ (۵) ''دین میں کوئی جبر نہیں''

عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے بارے میں حتمی طور پر یہ کہا جا سکتا کہ دین اسلام قبول کرنے کے لیے کسی پر جبر نہیں کیا گیا۔ ہر مذہبی کمیونٹی کو کامل داخلی خود مختاری دی گئی۔ اُن کو نہ صرف عقائد کی آزادی حاصل تھی بلکہ اپنے قانون کے مطابق اپنے فیصلے کروانے کا اختیار بھی حاصل تھا۔ جس طرح مسلمان اپنے دین، عبادت، قانونی معاملات اور دیگر امور میں مکمل طور پر آزاد تھے اِس طرح غیر مسلم اقوام کو مکمل آزادی حاصل تھی تا کہ ہر کوئی آزاد اسلامی معاشرے کا ایک پر امن اور ذمہ دار فرد بن کر زندگی گذارے۔ (۶)

اسلامی تہذیب و تمدن نے دوسرے مذاہب و ادیان اور تہذیب و ثقافت سے میل جول اور تعلقات کو استوار کرنے میں جن اسلامی اصول و ضوابط کو پیش نظر رکھا ہے اس کے مطابق مختلف تہذیبوں کے درمیان تاثیر و اثر پذیری ایک فطری عمل ہے جس کی بنیاد پر امن بقائے باہمی کے عالمگیر اصول پر قائم ہو اور جسمیں ہر تصادم کی نفی ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا دوسری تہذیبوں کے ساتھ رویہ اور طریق عمل تحمل، بردباری اور

رواداری پر مشتمل ہونا چاہیے جو پر امن ثقافتی میل جول اور تعاون پر ابھارے لیکن کسی طرح بھی دین اسلام کی نصوص سے متصادم نہ ہو۔ غیر مسلم اقوام کو بھی امن و آشتی اور اخوت و محبت کی بنیاد پر مسلم اقوام سے تعلقات استوار کرنے چاہئیں۔

ii۔ اسلامی خارجہ پالیسی اور قانون بین الممالک:

اسلامی ریاست کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے لیے جو قوانین وضوابط وضع کیے جاتے ہیں اُن کا تعلق خارجہ پالیسی کے ساتھ ہے اور یہ تعلقات باہمی جن اصول و قواعد کو مدِ نظر رکھ کر استوار کیے جاتے ہیں ان اصول وضوابط کا تعلق قانون بین الممالک یعنی انٹرنیشنل لاء کے ساتھ ہے اور اسلامی خارجہ پالیسی، اسلامی قانون بین الممالک کی آئینہ دار ہے۔

سیدنا مو حمتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مہربان)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، مجھے جنگجو بنا کر بھیجا گیا ہے اور میں تجارت کرنے والا اور کھیتی باڑی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں۔(۷)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفاعی نکتہ نظر سے جہاں غزوات اور جنگوں میں بہادری کے بے مثل جوہر دکھائے وہاں ضرورت و حالات کے مطابق مصالحانہ رویے بھی اختیار کیے۔ بیرونی قبائل کے ساتھ دستوری طرز پر بہت سے معاہدات طے کیے اس طرح یہ قبیلے اور علاقے دراصل سیاسی وحدت اسلامیہ کا جزو بن گئے گویا سلطنت مدینہ کا ایک حصہ ہو گئے۔(۸)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رواداری اور پُر امن مقاصد پر ہمسائیہ قبائل کے ساتھ متعدد معاہدے کیے اور مدینہ کے دفاع کو یقینی بنایا۔ ان میں سب سے اہم معاہدہ صلح حدیبیہ کا ہے۔

سیدنا کاتب الصلح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (صلح کا معاہدہ لکھنے والے)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلیف اور حریف قبائل کے ساتھ جو معاہدے منعقد کیے وہ اکثر مصالحانہ بنیادوں پر تھے جن میں فریقین کے مفادات، حقوق اور دفاع کا پورا خیال رکھا جاتا۔ ان معاہدات میں تاریخی لحاظ سے ایک اہم ترین معاہدہ صلح حدیبیہ کا تھا جو بظاہر تو مسلمانوں کے جذبات پر کاری ضرب تھا اور قریش کی پیش کردہ شرائط پر مشتمل تھا لیکن اپنے نتائج کے اعتبار سے یہ معاہدہ خود فتح عظیم کی حیثیت رکھتا تھا

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی بصیرت پر قوی ثبوت تھا۔ اس معاہدہ کی بدولت مسلمانوں نے عظیم مقاصد حاصل کیے۔

ا۔ مسلمانان مدینہ اور مشرکین مکہ کے درمیان میل جول کے راستے کھل گئے اور تبلیغ دین اسلام کا سفر آسان ہوا۔

۲۔ جنگ و جدال کے اندیشہ ہائے جات سے نجات پا کر ریاست کے نظم و نسق کو چلانے اور غیر ملکی حکومتوں کو دین اسلام کی دعوت دینے کے مواقع پیدا ہوئے۔

۳۔ قریش کی طرف سے بے فکری ہوگئی قبائل عرب کو آزادی حاصل ہوگئی کہ جو چاہے حکومت مدینہ کا ساتھ دے اس لیے لوگ بڑی تعداد میں حلقہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوگئے۔ (۹)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوی فراست اور ماہرانہ حکمت عملی کی بدولت جلد ہی ریاست مدینہ کا بیرونی قبائل، مختلف سلطنتوں کے سربراہان اور رؤوساء کے ساتھ سفارتی سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا۔

سیدنا کثیر النقباء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (زیادہ نقیبوں والے)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی انصار میں سے بارہ نقباء چن کر نکال چکے تھے جو اپنے اپنے قبیلے کے نمائندہ سردار تھے اور ان قبائل میں تبلیغ دین اسلام کا فریضہ بھی سرانجام دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف عام لوگوں کے ساتھ خود بھی رابطہ رکھا بلکہ اپنے نمائندے جو کہ انہیں میں سے منتخب کردہ تھے ان میں بھیج کر تبلیغ دین اسلام کا اہتمام فرمایا اس فیصلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فراست یہ تھی کہ ان لوگوں سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق بات کی جائے تاکہ وہ اس کو قبول کر سکیں جیسا کہ بیعت عقبہ اول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر اوس و خزرج کی طرف روانہ فرمایا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کا انداز دعوت بہت لطیف ہوتا اور وہ بہت مضبوط اور متوثر دلائل کے ساتھ مخاطب کو قائل کرتے حتٰی کہ سامعین کے لیے انکار کی گنجائش ہی باقی نہ رہتی آپؓ کا کمال یہ تھا کہ آپؓ نے قبائل اوس و خزرج کے سرداروں حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ کو بھی جو مکمل سیادت و اقتدار کے مالک تھے دائرہ اسلام میں داخل کر لیا تھا جن کے قبول اسلام کا یہ فائدہ ہوا کہ جلد ہی مدینہ منورہ کے ان دو عظیم قبائل کے تمام افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: سپہ سالار اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہچکچاہٹ کے ساتھ محض دفاعی جنگیں لڑیں مصالحت کے دور امن میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے ساتھ ساتھ غیر عرب ممالک میں

پر امن طریق پر بات چیت کا سلسلہ شروع کیا تا کہ وہ اسے قبول کر سکیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ کا اہتمام فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان منتخب افراد کے ذریعے وہاں خطوط بھیجے جو کم از کم اس علاقے کی زباں سے واقف تھے۔(۱۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی اشاعت، امن وسلامتی کے قیام اور مختلف اقوام کے اسلام کے لیے ردعمل کا جائزہ لینے اور ان کے ساتھ باہمی تعلقات کا رخ متعین کرنے کے لیے اپنے سفراء کے ذریعے وقت کی بڑی بڑی سلطنتوں کے حکمرانوں، نیم خود مختار ریاستوں کے امراء اور قبائل کے سرداروں کے ساتھ سفارتی رابطے قائم کیے۔ اس طرح باقاعدہ طور پر بیرون ممالک کے ساتھ سفارت کاری کا آغاز ہوا اور اسلامی خارجہ پالیسی کی داغ بیل پڑی۔

سیدنا کثیر الکتّاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (زیادہ کاتبوں والے)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی دعوت کا مخاطب نہ صرف خود فرمان رواؤں کو بنایا بلکہ اپنے نامہ مبارک میں صراحت کے ساتھ ان کو پوری قوم کا نمائندہ قرار دے کر عوام کے برے بھلے کی ذمہ داری ان پر ڈالی۔ علاوہ ازیں بادشاہوں کو خطوط لکھتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرف تو مروجہ آداب کا اہتمام فرمایا یعنی تمام خطوط بطور خاص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارکہ سے مہر کیے گئے اور ہر خط کا آغاز خدائے رحمٰن رحیم کے نام سے کیا گیا۔ مرسل کی حیثیت سے اپنا اسم مبارک اور پھر مکتوب الیہ کا نام، پھر کم سے کم محتاط اور جچے تلے الفاظ میں مدعا بیان کیا۔ اس دور کے لحاظ سے جو سفارتی زبان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استعمال کی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال ایجاز و بلاغت پر دلیل ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ خطوط لکھنے کے لیے سریانی زبان سیکھ لیں اس لیے کہ یہودیوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا انہوں نے پندرہ دنوں میں سریانی زبان سیکھ لی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خطوط لکھتے بھی اور ان کا جواب بھی دیتے۔(۱۱)

سیدنا کثیر السفراء ئد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (زیادہ سفراء والے):

عبدالحیٔ کتانی ''التراتیب الاداریۃ'' میں قمطراز ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفراء کے انتخاب میں خاص طور پر اس بات کا بھی خیال فرماتے کہ ان کی شخصیت باوقار اور پرکشش ہو جس طرح کہ شاہ روم کے دربار میں بھیجنے کے لیے حضرت دحیہ کلبیؓ کا تقرر کیا گیا جو کہ تمام سفرائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے زیادہ

صاحب وجاہت اور جاذب نظر تھے۔(۱۲) علاوہ ازیں وہ عملی اعتبار سے پکے مسلمان ہوں، مکارم اخلاق کا پیکر ہوں، دین کا وسیع اور گہرا علم رکھتے ہوں، افکار و خیالات کے اظہار کا عمدہ ملکہ رکھتے ہوں، علاقے کے لوگوں کی زبان، نفسیات، طرز بود و باش اور حالات سے واقف ہوں یعنی نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف علاقوں کی مقامی زبان میں خطوط لکھوانے کا اہتمام فرماتے تاکہ دعوت تبلیغ دین کے دوران مخاطب کے لیے مفہوم کے ادراک میں کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔

یہی وجہ ہے کہ قیصر روم نے نہ صرف اہل مکہ کے تجارتی قافلہ سے ابوسفیان کو بلا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی صداقت کو پرکھا بلکہ مزید تسلی کے لیے اپنی مملکت کے ایک بڑے عالم ضغا طر رومی سے بھی معلومات حاصل کیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر کا اکرام واحترام کیا بلکہ بعد میں بھی ۹ ہجری میں تبوک کے مقام پر اس کو ہمت نہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ پر نکلتا غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی شاندار کامیابی کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتوب گرامی اور انداز دعوت و تبلیغ اور حضرت دحیہ کلبیؓ کی کامیاب سفارت کا بڑا ہاتھ ہے البتہ قیصر روم نے اقتدار و سلطنت کے کھو جانے کے خوف سے اور سیاسی مصلحتوں کی خاطر کھلم کھلا اسلام قبول نہیں کیا۔

سیدنا کثیر الوفود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (زیادہ وفود والے)

اسلامی نظام سیاست میں سفارتی سرگرمیوں کا باقاعدہ آغاز اس وقت ہو گیا جب صلح حدیبیہ کے موقع پر قبیلہ خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقہ چند اہم ساتھیوں سمیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آ ملے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ کم وبیش جاری رہا حتیٰ کہ فتح مکہ کے بعد جب اہل عرب سمجھ گئے کہ اب وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی سکت نہیں رکھتے تو وہ جوق در جوق بارگاہِ رسالت میں بیعت کے لیے حاضر ہونا شروع ہو گئے۔ یہ واقعہ سن ۹ ہجری کا ہے اسی لیے اسے عام الوفود بھی کہا جاتا ہے۔(۱۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفود اور سفراء کا اکرام واحترام کرتے، ان کے لیے قیام و طعام کا بہترین اہتمام فرماتے۔ ان کو تحائف سے نوازتے حتیٰ کہ ان کے لئے زادِ راہ کا بھی انتظام کرتے۔ بنو نجران کا ایک بہت بڑا وفد مدینہ منورہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا بلکہ انہیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کی اجازت دی۔(۱۴) اسی طرح قبیلہ بنو ثقیف کا وفد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا خوب اکرام فرمایا، ان کے لیے خاص طور پر خیمے لگوائے، ان کے ساتھ مذاکرات اور ضیافت کے لیے حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ کو رابطہ افسر مقرر فرمایا۔(۱۵) عمان کے گورنر کے تحائف کو قبول فرمایا اور سفیر

کو پانچ سو درہم بطور تحفہ عنایت فرمائے۔ (۱۶) قبیلہ مدینہ کا وفد واپس جانے لگا تو ان لوگوں کے پاس زاد راہ کم تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ان کو اسباب خورد و نوش فراہم کرنے کی تاکید فرمائی۔ (۱۷) اسی طرح بنو ثعلبہ کے وفد کے ہر فرد کو واپس جاتے ہوئے پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا کی۔ (۱۸) سفیروں کے تحفظ اور عزت و احترام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر خیال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفراء کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اجیزو الوفد بنحو مما کنت اجیزھم (۱۹)

''وفود (سفراء) کو اسی طرح تحفے دیتے رہنا جس طرح میں انہیں دیتا رہا ہوں''

علاوہ ازیں اسلامی ریاست میں کسی سفیر کی پہلی تقرری عسکری یا نیم عسکری مہمات کے دوران بھی ہوتی تھی ان سفارتوں کا مقصد یہ تھا کہ پڑوسی شاہان وقت کو دعوتِ اسلامی کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کے ساتھ کسی قسم کی مفاہمت اور صلح کے لیے آمادہ کیا جائے تاکہ ایک طرف تو اسلام کی عالمگیر تبلیغ کا دروازہ کھلے تو دوسری طرف تصادم و جارحیت کے احکامات یا خطرات میں کمی پیدا ہو۔ نتیجتاً ان سفارتوں نے اپنے اپنے حکمرانوں میں خیر سگالی اور دوستی کے جذبات پروان چڑھانے میں کافی مؤثر کردار ادا کیا۔ (۲۰)

یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخوت و رواداری کے جذبات کی بنیاد پر قانون بین الممالک کی طرح ڈالی۔

سیدنا الالمعی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معاملہ فہم)

دور رسالت میں نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوی فراست کو غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لیے دو طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک تو حالت امن جس کا مختصر تذکرہ درج بالا مباحث میں موجود ہے کہ حالت امن میں خارجی عناصر سے روابط قائم کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح متوازن اور مؤثر حکمت عملی اپنائی اور جب حالت جنگ پیش آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقاعدہ جنگی قوانین وضع کیے۔ اہل حرب کے ساتھ سلوک کی جہات کا تعین کیا۔ جنگی اصلاحات نافذ کیں۔ فدیہ اور تبادلہ اسیران کے اصول وضع کیے حتیٰ کہ مقتولین (مرد، عورتیں، بچے، بوڑھوں) میں بھی تخصیص کی اس طرح اسلامی خارجہ پالیسی کے ساتھ ساتھ قانون بین الممالک بھی تشکیل پاتا گیا۔ (۲۱)

یوں نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل مسلمانوں کے لیے نظیر بنتا گیا۔ نبی اکرم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس سالہ مدنی زندگی اسلامی انٹرنیشنل لاء کے اکثر قواعد کو معین و مدون کرنے کا باعث بنی۔

اس ضمن میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: اسلامی قانون دراصل نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیے ہوئے احکام اس قدر معقول اور مناسب ہیں کہ ان میں تبدیلی کی کم از کم کسی سنجیدہ شخص کو ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ تاریخ قانون عالم میں یہ بات کسی حیران کن معجزے سے کم نہیں۔(۴۲)

iii۔حیات انسانی کے سماجی پہلو اور حقوق انسانی کا تحفظ:۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ انسانی زندگی کے سماجی معیارات سے مخاطب ہوتی ہے اور حقوق و فرائض کا ایسا مؤثر نظام پیش کرتی ہے جس کی بنیاد مساوات، عدل، تقویٰ اور رواداری جیسے universal laws پر رکھی گئی ہے اور ایک ایسا جامع نظام اخلاق متعین کرتی ہے جو سماجی اقدار کو نسل انسانی کی ideal valus کا مقام بخشتا ہے۔

سیدنا الاتقی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (متقی/پرہیزگار)

﴿ان اکرمکم عند الله اتقکم ان الله علیم خبیر﴾(۴۳)

''بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا، پورا خبردار ہے۔''

اسلامی نظام معاشرت میں کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت حاصل نہیں اسلام نے افضلیت تقویٰ کے تصور کے ساتھ معاشرتی، طبقاتی اور جغرافیائی تقسیم، نسل پرستی اور قومی وملکی تفاخر کا خاتمہ کر دیا ہے اور تمام امت مسلم کو وحدت کی لڑی میں پرو کر مساوات انسانی کا بے مثل عملی نمونہ پیش کیا ہے۔

سیدنا المقسط صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انصاف کرنے والے)

﴿وان حکمت فا حکم بینھم با لقسط ان الله یحب المقسطین.﴾(۴۴)

''اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے موافق فیصلہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔''

عدل سے مراد یہاں اجتماعی عدل ہے یعنی معاشرہ میں برابری اور غیر جانبداری کے ساتھ نظام عدل قائم کرنا۔ عدل ایک اہم سماجی قدر ہے جس پر کسی معاشرہ کی تعمیر و ترقی کا انحصار ہوتا ہے اسلامی نظام عدل کا

تقاضا ہے کہ جرائم کو روکا جائے، مظلومین کو حقوق دلائے جائیں اور ظالموں کو سزا دی جائے۔

"Islam wants to creat a society based on a deep sense of normal responsibility and justice in order to preserve human dignity accorded to man by God(۴۵)

سیدنا المیسر فی الدین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دین میں آسانی دیے گئے)

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسان دین اور سہل نظام شریعت دے کر مبعوث فرمائے گئے جس میں دین کی حدود کے اندر افراد معاشرہ کو پوری شخصی اور فکری آزادی حاصل تھی۔ اسلام نے اپنے نظام تشریع میں انسان کے پانچ بنیادی حقوق پر بہت زور دیا ہے۔ اظہار فکر کی آزادی، نجی ملکیت کا حق، اپنی ذات کے دفاع کی آزادی اور زندگی کی سلامتی اور بقاء کا حق۔(۴۶)

ان تمام حقوق کی بنیاد، خواہ اس کا تعلق مسلم کیمونٹی کے ساتھ ہو یا ریاست کے غیر مسلم باشندگان کے ساتھ، مساوات انسانی اور عدل وانصاف کے اسلامی تصورات کے ہی تابع ہے۔

سیدنا المجتھد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دین میں پوری کوشش کرنے والے)

الا جتہا د ھو بذل الو سع فی طلب امر یقصد (۴۷)

کسی خاص مقصد کی طلب میں پوری کوشش خرچ کر دینے کو اجتہاد کہتے ہیں۔

دین اسلام ایک جامع اور متحرک نظام حیات لیے ہوئے ہے۔ اسلامی حکومت میں اسلام ہر مذہب و فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کے ضمیر اور عبادت کی آزادی کا ضامن ہے۔ اسلامی نظام نہ صرف دوسرے مذاہب کو مکمل آزادی دیتا ہے بلکہ اجتماعی وسیاسی حدود میں ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اسلام میں اجتہاد کے دروازے ہمیشہ کھلے رہے ہیں جس کی مدد سے کثیر المذاہب معاشروں میں نہ صرف اسلامی اقدار وثقافت کی بقاء اور ارتقاء ممکن ہوئی ہے بلکہ اختلاف وتنوع کو بھی قانون اور ضابطہ کی شکل دے کر خوبصورت روایت اور رویہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو قوانین اور اقوام کی تاریخ کا منفرد اور عظیم کارنامہ ہے۔

حضرت محمد برکت علی لدھیانویؒ اسلامی فلسفہ وفکر میں اجتہادی اختیار کا رُخ کچھ یوں متعین کرتے ہیں:

''انسان کی نگاہ میں ضیق پن، کج بینی، کوتاہ نظری نہ ہو وقتی، ہنگامی اور معمولی منفعتوں کی طرف میلان نہ ہو بلکہ اس کی نگاہ دوررس فوائد پہ ہو، عاقبت اندیشی شعار ہو۔ وسعت سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ دین میں ہر کمی بیشی، جائز و ناجائز، حلال حرام کی گڈمڈ کو برداشت کرلیا جائے اور اس سے قطع نظر کر لی جائے یہ مفہوم وسعت دین

سے خارج ہے۔"(۲۸)

سیدنا الآمر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حکم دینے والے)

﴿وما اتکم الرسول فخذوہ﴾

"اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو جو کچھ (حکم) دے دیا کریں وہ لے لیا کرو"

حضرت شرف بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دینے والے اور منع کرنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جہاں میں "ہاں" اور "نہ" کے معاملہ میں کوئی نیک نہیں۔(۲۹)

دین اسلام میں تمام تر وسعت اور آسانی کے باوجود نصوص اور متعلقہ احکامات کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے مسلم معاشرہ میں عدل و انصاف، مساوات، اخوت، آزادی، صداقت و امانت، شجاعت، دیانتداری اور رواداری جیسی عالمگیر سماجی اقدار کو نفاذ قانون کے ذریعہ عملی شکل میں لاگو کیا گیا ہے۔

سیدنا الناھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (برے کاموں سے روکنے والے)

﴿ وما نھکم عنہ فا نتھو o﴾ (۳۰)

"اور جس چیز سے (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو منع فرمادیں تم رک جایا کرو۔"

اسلامی ریاست میں نظام شریعہ کے موثر نفاذ اور اسلامی سماجی روایات کے پنپنے کے لیے جتنی اہمیت اوامر کی ہے اتنی ہی نواہی کی بھی ہے جبر و استبداد، لوٹ مار، چوری، حق تلفی، بے انصافی، دھوکہ دہی، بددیانتی، دہشت گردی، غیر مسلموں اور پسماندہ طبقات کے حقوق کی پامالی کی اسلامی معاشرہ میں قطعاً اجازت نہیں اسلامی نظام حکومت میں حدود و تعزیرات کے نفاذ کو مئوثر بنا کر تمام سماجی معائب اور معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی کا پورا انتظام موجود ہے۔

سیدنا مقیم الحدود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حدوں کو قائم کرنے والے):

حدود اللہ قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ افراط و تفریط سے پاک اور انصاف پر مبنی ایک معتدل اور مثالی معاشرتی و معاشی نظام قائم کرنا ہے اور ایسی صورت حال عملی طور پر اسی وقت ممکن ہے جب عادلانہ بنیادوں پر نظام شریعہ کے کلی اور موثر نفاذ کو ممکن بنایا جائے۔

سیدنا المھذب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تہذیب یافتہ):

"مہذب" سے مراد یہاں یہ ہے کہ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکیزہ اخلاق والے اور گناہوں

سے بالکل پاک ہیں۔(۳۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کا ہی اثر تھا کہ تھوڑے ہی عرصے میں دین اسلام اکناف عالم میں چہار سو پھیل گیا۔ اسلامی نظام فکر جس ابدیت اور جامعیت کا دعویٰ کرتا ہے وہ دوسرے مذاہب سے ہٹ کر کوئی نئی چیز نہیں بلکہ قبل از اسلام تمام مذاہب کے اہم اجزاء کی ترقی یافتہ شکل ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس نے اسلامی تہذیب و تمدن کو تہذیبی ہم آہنگی کی بنیاد دینا یا اسلامی تہذیب میں ایسی لچک موجود ہے کہ یہ دوسری تہذیبوں کے ساتھ نہ صرف برابری اور احترام کا برتاؤ کرتی ہے بلکہ ان تہذیبوں سے استنباط کو مباح سمجھتی ہے اسلامی تہذیب کی اسی ہمہ گیریت Inclusiveness کی بنیاد پر A.J Toynbee نے اسے Universal State۔(۳۲) اور S.Goiteis نے اسے Religious Democracy Medieval قرار دیا۔(۳۳)

اس ضمن میں ڈاکٹر محمود غازی رقمطراز ہیں۔: مسلمانوں کی فکری روایت جس نے تہذیب اسلامیہ کے مختلف پہلوؤں کو علمی مظہر بخشا اور تہذیبی لباس عطا کیا انسانی تاریخ کی موثر ترین فکری اور تعلیمی روایت رہی ہے یہ فکر دین و دنیا کی جامع ترین فکر تھی جس میں عقل و نقل کے مابین توازن موجود تھا اس فکر میں انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی رہنمائی کا تمام ضروری سامان موجود تھا اور انسانی تاریخ کی جتنی اقوام، جتنی نسلیں، جتنی زبانیں بولنے والے اور جتنے علاقوں سے تعلق رکھنے والے انسان پائے جاتے تھے اور وہ سب لوگ جو تاریخ کے مختلف ادوار میں اس تہذیب کے اثر میں آئے ان سب کو اس تہذیب نے اپنے اندر اس طرح سمویا کہ ان کی انفرادیت بھی برقرار رہی اور ایسی اجتماعیت بھی سامنے آئی جس نے ثقافتوں اور اقوام و ممالک کی اتھاہ کثرت میں ایک بے مثال اور حسین وحدت پیدا کی۔(۳۴)

غیر مسلموں سے تعلقات استوار کرنے میں اور دین اسلام کی حفاظت اور تبلیغ کے لیے اقدامات اٹھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانشمندانہ اور دور اندیش فیصلے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوی حکمت و فراست پر برہان محکم ہیں بلکہ اہل عالم کے لئے ایک متوازن، فلاحی اور مثالی نظام سفارت قائم کرنے اور ایک مؤثر اور جامع خارجہ پالیسی وضع کرنے کے لئے بھی رہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ، دمشق: دار طوق النجاۃ،۱۴۲۲ھ، باب اخاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث نمبر: ۳۷۸۴، ۳۲/۵

۲۔مبارک پوری، صفی الرحمن، مولانا، الرحیق المختوم، لاہور: المکتبۃ السلفیۃ، ۲۰۱۲ء، ص: ۴۵۸

۳۔ایضاً

۴۔نعیم صدیقی، محسن انسانیت، لاہور: الفیصل ناشران، ص: ۲۲۷

۵۔البقرہ: ۲۵۶

۶۔حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص: ۳۷۱

۷۔الصالحی، الشامی، محمد بن یوسف، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرہ خیر العباد، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۴ھ، ۶۳۲/۱

۸۔حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی، لاہور: نگارشات پبلشرز، مزنگ روڈ، ص: ۳۵۹

۹۔نعیم صدیقی، محسن انسانیت، ص: ۵۱۶

۱۰۔حمید اللہ، ڈاکٹر، محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ملتان، : گلگشت کالونی، ص: ۱۸۴

۱۱۔الحلبی، ابو الفرج، برہان الدین، علی بن ابراہیم، سیرۃ الحلبیہ، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۴۲۲/۳

۱۲۔الکتانی، محمد عبد الحیٔ بن عبد الکبیر، م: ۱۳۸۲ھ، التراتیب الاداریہ، بیروت، لبنان: دار الارقم، ۱۹۷/۱

۱۳۔ابن کثیر، ابو الفداء، عماد الدین اسماعیل، البدایۃ والنھایۃ، بیروت، لبنان: مطبوعہ دار الفکر، ۱۴۱۸ھ، ۳۰/۵

۱۴۔الحلبی، برہان الدین، علی بن ابراہیم، سیرۃ الحلبیہ، ۳۹۸/۳

۱۵۔ابو الفتح، ابن سید الناس، محمد بن محمد بن احمد، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، بیروت، لبنان: دار القلم، ۲۸۴/۲

۱۶۔الکتانی، عبد الحیٔ، التراتیب الاداریہ، ۳۳۸/۱

۱۷۔السیوطی، جلال الدین، حافظ، الخصائص الکبریٰ، بیروت، لبنان: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ، ۱۰۵/۲

۱۸۔ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۹۶۸ء، ۲۹۸/۱

۱۹۔الفاکھی، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن العباس، المکی، م: ۲۷۲ھ، اخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثہ، بیروت، لبنان: دار خضر، ۱۴۱۴ھ، ۱۳/۳

۲۰۔اسد سلیم، شیخ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خارجہ پالیسی، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ص: ۵۴

۲۱۔حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص: ۱۲۳

۲۲۔حمید اللہ، ڈاکٹر، مقالہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور مقنن مشمولہ سیرت خیر الانام لاہور، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب

۲۳۔الحجرات: ۱۳

۴۴۔المائدہ:۴۲

۴۵۔ashid Ahmad,Islam And Current Issues,Lahore:Institute of Islamic centre,p#20

۴۶۔معارف اسلامی، مدیر ڈاکٹر محمود الحسن بٹ، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، شمارہ نمبر ۲، ۱۰۹/۸، دسمبر ۲۰۰۸ء

۴۷۔الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۶۲۷/۱

۴۸۔ابوانیس، محمد برکت علیؒ، مکشوفات منازل احسان، فیصل آباد، کیمپ دارالاحسان پبلیکیشنز، ص:۱۸۷

۴۹۔الصالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۳۱/۱

۳۰۔الحشر:۷

۳۱۔الصالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۴۴۸/۱

۳۲ A.J Toynbee , A Study of History , Newyork Oxford University Press. 1967 , P # 67

۳۳۔ S.D Goitein , Minority Self Rule and Government Control in Islam , Saudia Islamica , Vol:31 P # 109

۳۴۔غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، عصر حاضر اور شریعت اسلامی، اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ص:۸۹

☆ زیر مطالعہ آرٹیکل میں تمام اسمائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوانیس محمد برکت علی لدھیانویؒ کی تصنیف عالیہ ''اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے ماخوذ ہیں۔

☆☆☆☆☆